

فقہ السنہ

نماز فجر میں اسفار کا حکم

ابو یوسف علامہ محمد شریف آف کوٹلی لوہاراں

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ:
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ أَسْفِرُوا بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ
أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ.

(رواہ الترمذی و قال حسن صحیح و أبو داود و الدارمی)

”رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے کہنا میں نے رسول کریم ﷺ کو آپ فرماتے تھے کہ نماز فجر کو اسفار کرو یعنی روشنی میں ادا کرو۔ کیونکہ اس کا روشنی میں ادا کرنا اجر میں بہت بڑا ہے۔“

ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز فجر کو اچھی روشنی میں پڑھنا بہت ثواب ہے۔ اور یہی مذہب امام اعظم رحمہ اللہ کا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اشعۃ اللمعات ص ۳۲۰ میں فرماتے ہیں کہ اسفار کی حد ہمارے مذہب کے مشائخ سے اس طرح منقول ہے کہ چالیس آیت یا ساٹھ یا اس سے زیادہ سورت تک بطریق ترتیل قرائت پڑھ کر نماز ادا کرے۔ پھر بعد از فراغ نماز اگر بالفرض کوئی سہو اس کی طہارت میں ظاہر ہو یا کسی وجہ سے نماز کو دہرانا پڑے تو طلوع آفتاب سے پہلے پہلے ہی طرح قرائت مسنون کیساتھ اس کا

اعادہ ممکن ہو۔ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک روایت آئی ہے جو اس حدیث کی تائید کرتی ہے۔ وہ یہ ہے:

عن عبد الله بن مسعود قال ما رأيت النبي ﷺ صلى صلاة غير ميقاتها إلا صلاتين جمع بين المغرب والعشاء بجمع و صلى الفجر قبل ميقاتها رواه البخاري ومسلم قبل وقتها بغلس.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے نماز کے غیر وقت میں نماز پڑھی ہو یعنی ہمیشہ حضور ﷺ نماز کو اس کے وقت میں ادا فرمایا کرتے تھے سوائے دو نمازوں کے کہ آپ نے مغرب اور عشاء کو مزدلفہ میں جمع کیا اور فجر کو اس کے وقت سے پہلے پڑھا۔ صحیح مسلم میں قبل وقتہ کے آگے بغلس کا لفظ بھی آیا ہے۔ یعنی نماز فجر کو اس کے وقت سے پہلے غلس میں پڑھا۔ امام نووی رحمہ اللہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ وقت سے پہلے تو اجماعاً نماز جائز نہیں۔ تو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے وقت معقود سے پہلے پڑھی یعنی مزدلفہ میں فجر اندھیرے میں پڑھی۔ اگرچہ بعد طلوع فجر پڑھی لیکن اندھیرے میں فجر پڑھنا چونکہ آپ کی عادت نہ تھی اس لئے اس روز آپ نے نماز فجر روزمرہ کے وقت معقود سے پہلے پڑھی۔ بخاری و مسلم کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزمرہ آپ کی عادت مبارکہ فجر نماز میں اسفار کرنا تھا۔ بعض نے اسفار کا معنی ظہور فجر کیا ہے اور یہ باطل ہے اسلئے کہ قبل ظہور فجر تو نماز فجر جائز ہی نہیں۔ تو ثابت ہوا کہ اسفار سے مراد تنویر ہے یعنی خوب روشنی کرنا اور غلس کے بعد ہے یعنی زوال ظلمت کے بعد اور حضور ﷺ کا فائزہ أعظم للأكبر فرمانا اس بات پر دلیل ہے کہ نماز غلس میں بھی ہو جاتی ہے اور اس کا اجر ہے مگر اسفار میں زیادہ اجر ہے۔ تو اگر اسفار سے مراد وضوح فجر ہو تو اس سے پہلے تو نماز ہی جائز نہیں۔ پھر وضوح فجر میں زیادہ اجر کیسے ہوا؟

اس مضمون کی بہت حدیثیں آئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی نماز اچھی روشنی میں پڑھنا مستحب ہے اور زیادہ اجر کا باعث ہے۔

سنن نسائی میں محمود بن لبید اپنی قوم کے چند انصار بزرگوں سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: مَا أَسْفَرْتُمْ بِالصُّبْحِ فَإِنَّهُ أَكْبَرُ مَا أُخْبِرَ کہ صبح کا جس قدر اسفار کرو گے وہاں اجر میں زیادہ ہوگا۔ اس حدیث کو حافظ زیلعی نے صحیح

کہا تو اس حدیث سے اسفار کے معنی بھی معلوم ہو گئے کہ خوب روشنی کرنا ہے اور محافلین کی تاویلات کی بھی تردید ہو گئی۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا: **يَا بِلَالُ نَوِّزْ بِصَلْوَةِ الصُّبْحِ حَتَّى يَنْصُرَ الْقَوْمَ مَوَاقِعَ نَبْلِهِمْ مِنَ الْاَسْفَارِ**۔ ”کراے بلال! صبح کی نماز میں اتنی روشنی کیا کرو کہ لوگ اسفار کی وجہ سے اپنے تیروں کے گرنے کی جگہ دیکھ لیا کریں۔“ اس حدیث کو ابو داؤد و طیالسی اور ابن ابی شیبہ و الحنف بن راہویہ و طبرانی نے معجم میں روایت کیا۔ (صحیح بہاری جلد ۲ ص ۲۵۶) آثار السنن میں اس کی سند کو حسن کہا ہے۔ اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ فجر میں اسفار مستحب ہے۔ تیروں کے گرنے کی جگہ اسی وقت نظر آ سکتی ہے جب کہ اچھی روشنی ہو۔ ایک حدیث میں آیا ہے **مَنْ نَوَّزَ الْفَجْرَ نَوَّرَ اللَّهُ فِي قَبْرِهِ وَقَلْبِهِ وَقَبْلَ صَلَوَتِهِ**۔ رواہ الدیلمی۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص فجر کو روشنی میں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی قبر اور اس کے دل کو روشن کرتا ہے اور اس کی نماز مقبول ہو جاتی ہے۔ (صحیح بہاری)

ایک شبہ۔ بعض احادیث میں آیا ہے کہ رسول کریم ﷺ فجر کی نماز غلغل یعنی اندھیرے میں پڑھتے تھے۔ عورتیں نماز فجر میں حاضر ہوتی تھیں۔ جب فارغ ہو کر گھروں میں جاتی تھیں تو بسبب اندھیرے کے پہچانی نہیں جاتی تھیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ اندھیرا مسجد کے اندرونی حصہ میں ہوتا تھا نہ یہ کہ صحن میں بھی اندھیرا ہوتا تھا۔ اسفار کے وقت بھی مسجد کے اندرونی حصہ میں اندھیرا ہوا کرتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اتنا زیادہ اسفار نہ کرتے تھے کہ آفتاب کا طلوع قریب ہو جائے۔ کیونکہ حدیث میں آپ کا اسفار میں نماز فجر پڑھنا ثابت ہے۔ اعلاء السنن حصہ دوم ص ۱۹ میں بیان ہے کہ روایت ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو عرض کیا کہ رسول کریم ﷺ کے نماز کے اوقات بیان فرمائیے تو انہوں نے کہا کہ ظہر کی نماز زوال آفتاب کے بعد اور عصر کی نماز تمہارے ظہر و عصر کے درمیان پڑھا کرتے تھے۔ اور مغرب کی نماز غروب آفتاب کے وقت اور عشاء کی نماز غروب شمس کے وقت و **يُصَلِّيُ الْغَدَاةَ عِنْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ حِينَ يَفْتَتِحُ الْبَصَرُ** اور فجر کی نماز طلوع صبح کے بعد پڑھتے تھے جبکہ مکملہ لکھا ہے **فَجَرَّ النَّبِيُّ نَوَّازًا**۔ اس

علمی و تحقیقی مجلہ فقہ اسلامی

مارچ ۲۰۰۱ء

حدیث کو ابو یعلیٰ نے روایت کیا۔ اس کی سند حسن ہے۔ (مجمع الزوائد)

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں بیان ہی سے روایت ہے کہا اس نے
 سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الصُّبْحَ حِينَ يَفْسُخُ
 الْبَصَرُ رواه الامام أبو محمد القاسم بن ثابت السرقسطي في كتاب
 غريب الحديث.

حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ ایسے وقت میں نماز پڑھتے تھے کہ نگاہ دور تک پہنچ سکے۔ ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ رسول کریم ﷺ نماز صبح اسفار میں پڑھتے تھے۔

اعلاء السنن حصہ دوم ص ۴۲ میں بحوالہ طبرانی مجاہد سے روایت ہے وہ قیس بن سائبؓ سے روایت کرتے ہیں:

کان النبی ﷺ یصلی الفجر حتی یتغشی النور السماء .
 قیس کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ اس وقت فجر پڑھتے تھے جبکہ آسمان میں
 روشنی پھیل جاتی تھی۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ فجر کی نماز حضور ﷺ اسفار میں
 پڑھتے تھے۔ پس یا تو احادیث فعلیہ میں تطبیق کی جائیگی کہ اندھیرے سے مراد اندرونی
 حصہ مسجد کا اندھیرا ہے یا یہ کہ اسفار اتنا زیادہ نہیں ہوتا تھا کہ آفتاب کا ٹھکنا قریب ہو
 جائے کما مر۔ یا غلغلہ میں نماز پڑھنا بیان جواز کے لئے تھا۔ یا احادیث فعلیہ میں
 بسبب متعارض ہونے کے کسی فریق کے لئے حجت نہ رہی اور احادیث قولیہ بلا معارض
 باقی رہیں۔ تو لا محالہ احادیث قولیہ پر عمل ہوگا۔ علاوہ اس کے قول اور فعل میں جب
 تعارض ہو تو قول مقدم ہوتا ہے کذا قال الشیخ عبدالحق فی أشعة اللمعات
 تو اس مسئلہ میں بھی احادیث قولیہ أسفروا بالفجر اور نور یا بلال حدیث غلغلہ
 پر جو کہ فعلی سے مقدم ہوں گی۔

صحابہ کرام ﷺ: علاوہ اس کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی اسفار ثابت ہے۔ چنانچہ امام طحاوی نے بسند صحیح ابراہیم خفی سے روایت کیا ہے۔ اس نے کہا:

التَّوْبَةُ عَنِ الذَّنْبِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 مَا اجْتَمَعَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ عَلَى شَيْءٍ مَا اجْتَمَعُوا عَلَى

اسفار فجر پر متفق ہوئے۔
حضرت ابو بکر ؓ: صبح بہاری ص ۲۵۶ میں حضرت انس ؓ سے روایت ہے۔

قَالَ صَلَّى بِنَا أَبُو بَكْرٍ صَلَوةَ الصُّبْحِ فَقَرَأَ آلَ عِمْرَانَ فَقَالُوا كَاذِبَ الشَّمْسُ تَطْلُعُ قَالَ لَوْ طَلَعَتْ لَمْ تَجِدْنَا غَافِلِينَ.

(رواہ البیہقی فی السنن الکبریٰ)

انس ؓ کہتے ہیں ابو بکر ؓ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی تو سورہ آل عمران پڑھی لوگوں نے (بعد فراغ نماز) کہا کہ آفتاب نکلنے کے قریب ہے۔ آپ نے فرمایا اگر آفتاب نکل آتا تو ہمیں غافل نہ پاتا یعنی ہمیں نماز میں دیکھتا۔ اس حدیث کو بیہقی نے سنن کبریٰ میں روایت کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر نماز فجر اسفار میں پڑھا کرتے تھے۔

حضرت عمر ؓ: عن ابي عثمان النهدي قال صليت خلف عمر ؓ الفجر فما سلم حتى ظن الرجال ذو العقول ان الشمس طلعت فلم يسلم قالوا يا امير المؤمنين كاذب الشمس تطلع قال فتكلم بشيء لم افهمه فقلت أي شيء قال فقالوا لو طلعت الشمس لم تجدنا غافلين. (رواہ البیہقی فی السنن الکبریٰ)

ابو عثمان نہدی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر ؓ کے پیچھے نماز فجر پڑھی آپ نے سلام نہ پھیرا یہاں تک کہ عقلمند لوگوں نے ظن کیا کہ آفتاب طلوع ہو گیا اور آپ نے سلام نہ پھیرا۔ لوگوں نے (بعد از فراغ نماز) عرض کی کہ اے امیر المؤمنین آفتاب نکلنے کے قریب ہے۔ ابو عثمان کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے کچھ کلام کی جو میں نہیں سمجھا تو میں نے لوگوں سے پوچھا کہ آپ نے کیا فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ فرماتے ہیں اگر آفتاب نکل آتا تو ہمیں غافل نہ پاتا۔ اس کو بیہقی نے سنن کبریٰ میں روایت کیا (صحیح بہاری)۔

معلوم ہوا کہ حضرت عمر ؓ بھی اسفار میں نماز فجر پڑھا کرتے تھے۔

حضرت علی ؓ:

عن يزيد الاودي قال كان علي بن ابي طالب يصلي بنا الفجر

وَنَحْنُ نَتَرَاءُ الشُّمُسَ مَخَافَةَ أَنْ يَكُونُ قَدْ طَلَعَتْ (رواہ الطحاوی)
 یزید الاودی کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ ہمیں فجر کی نماز پڑھایا کرتے تھے
 اور ہم آفتاب کو دیکھتے تھے اس ڈر سے کہ کہیں نکل نہ آیا ہو۔ معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ
 بھی اچھی روشنی میں فجر پڑھا کرتے تھے۔

عبدالرزاق ابن ابی شیبہ و طحاوی نے سند صحیح روایت کیا ہے کہ حضرت علیؓ
 اپنے مؤذن کو فرماتے تھے اسفر اسفر یعنی بصلوة الصبح۔ کہ اسفار کرو اسفار
 کرو صبح کی نماز میں (اعلاء السنن ص ۲۳)
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ: امام طحاوی عبدالرحمان بن
 یزید سے روایت کرتے ہیں۔

قَالَ كُنَّا نَصَلِّي مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ فَكَانَ يُسْفِرُ بِصَلَاةِ الصُّبْحِ .
 عبدالرحمان کہتے ہیں کہ ہم ابن مسعودؓ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ وہ
 نماز صبح میں اسفار کیا کرتے تھے۔ طبرانی نے کبیر میں اس طرح روایت کیا ہے۔ كَانَ
 عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ يُسْفِرُ بِصَلَاةِ الْفَجْرِ . مجمع الزوائد میں اس کے سب راوی
 ثقہ لکھے ہیں (اعلاء السنن ص ۲۲)

الحاصل مذہب امام اعظم کا کہ فجر میں اسفار مستحب ہے نہایت قوی ہے۔ شیخ
 عبدالحق محدث دہلوی ائمة المذہبات میں فرماتے ہیں کہ فجر کی تاخیر اخیر وقت تک
 اجماعاً بلا کراہت مباح ہے اور تقلیل جماعت بھی مکروہ۔ اور لوگوں کو مشقت میں ڈالنا
 بھی مکروہ یعنی غلّس میں فجر پڑھنا ایک تو تقلیل جماعت کا باعث ہے جو مکروہ ہے اور
 دوسرا لوگوں کو مشقت میں ڈالنا ہے اور وہ بھی مکروہ ہے۔ جیسے حضرت معاویہؓ کو
 رسول کریم ﷺ نے تطویل قرأت سے منع فرمایا۔ اور اسفار میں نماز پڑھنا باعث
 کثرت جماعت اور آسانی ہے۔ علاوہ اس کے فجر کی نماز کے بعد اسی جگہ آفتاب نکلنے
 تک بیٹھے رہنا مستحب ہے جو اسفار میں آسان ہے لیکن غلّس میں آسان نہیں۔ واللہ
 اعلم۔